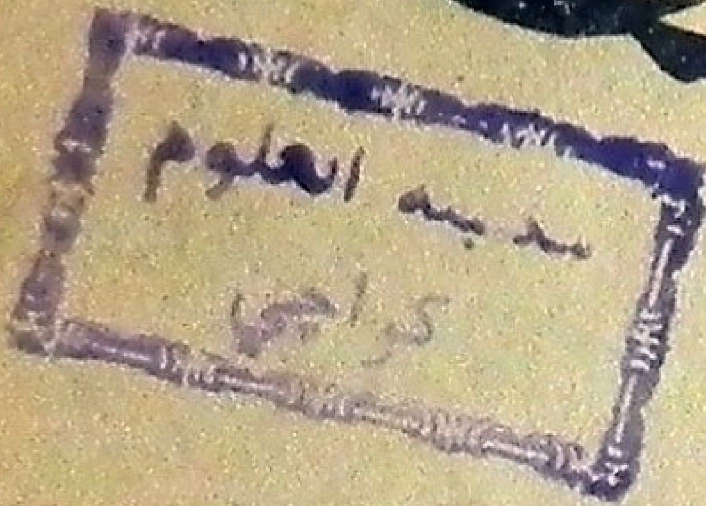
سلسلہ اشاعت امامیہ مشن نمبر ۱۳۶

امامت



از افادات

حضرت سید العلماء مدظلہ



ت ۲ ر

محصول ار

تعارف

امامیہ مشن نے اصول دین پر مختصر رسالوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اُس کی تین کڑیاں منظر عام پر آچکی ہیں۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوّت

اب یہ اس سلسلہ کی چوتھی کڑی ہے۔

"امامت" کے موضوع پر بلا مبالغہ اب تک لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ تاہم جامعیت کے ساتھ ایک مختصر تحریر کا جو مقصد ہو سکتا ہے وہ ضخیم کتابوں سے یقیناً حاصل نہیں ہو سکتا۔

پھر جناب سید العلماء مدظلہ کے اندازِ فکر اور اسلوب بیان میں جو انفرادیت ہے وہ خود مخصوص چیز ہے جو اُن کی مختصر سے مختصر تحریر میں بھی نمایاں رہتی ہے۔

اُمید ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کو کثیر تعداد میں خرید کر دوسرے مذاہب کے افراد میں تقسیم فرمائیں گے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی

آنریری جنرل سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ

۵ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطاہرین

امامت

"امامت" ایک بلند خداوندی منصب ہے جس کے متعلق قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبوت ورسالت کے منصبوں پر فائز ہونے کے بعد خصوصی امتحان اور اُس میں پوری پوری کامیابی کے نتیجہ میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حاصل ہوا اور خلیل کی خواہش کے مطابق مشیت ربّانی نے ان کی اولاد میں اُس کے قیام کی ضمانت کی چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰؐ پر نبوت و رسالت ختم بھی ہوگئی تو امامت خلافت حقہ پیغمبر کی صورت میں اُن کی اولاد طاہرین کے اندر قائم و برقرار رہی۔

خلافت

"خلافت" کے معنی قائم مقامی اور جانشینی کے ہیں لہذا پیغمبر خداؐ کے بعد جو اُن کا قائم مقام اور جانشین ہو اُسے "خلیفہ رسول" کے نام سے تعبیر کرنا صحیح ہے اور وہ درحقیقت ایسا ہی ہوگا جو خالق کی طرف سے "امامت" کے منصب کا حامل ہو اس لیے یہ "امامت" جو ہمارا موضوع کلام ہے رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰؐ کی صحیح جانشینی ہے جو اسلامی فرقوں میں شیعہ اور غیر شیعہ دوسرے مسلمانوں کے باہمی اختلاف کا مرکزی نقطہ ہے

خلیفہ کی شان

"قائم مقام" اور "جانشین" اُس کو کہتے ہیں جو اُن کاموں کو انجام دے جو اُس کے پیش رو کے ذمہ تھے۔ اس لیے خلیفہ کی شان کو سمجھنے کے لیے اُس شخص کی شان سمجھنا ضروری ہے جس کا اُسے خلیفہ ہونا ہے۔

پیغمبر کی حیثیت اگر ایک بادشاہ اور دنیوی حاکم کی ہوتی تو دنیوی بادشاہ اُن کی خلافت کے حامل سمجھے جا سکتے تھے مگر رسول کی حیثیت تو ایک روحانی تاجدار اور دینی حاکم کی تھی جن کے احکام خود اُن کے احکام نہیں تھے بلکہ وہ اللہ کے احکام تھے جو ان کی زبان سے پہنچتے تھے۔ اسی لیے اُنھیں ایسا ماننا ضروری ہے کہ اُن کے احکام میں ہوا و ہوس کا گزر نہیں اور اُن کی باتیں اپنی ذاتی خواہش اور جذبات کے ماتحت نہیں بلکہ احکام الٰہیہ کے ماتحت ہوتی تھیں۔ اس صورت میں اُن کا جانشین بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے جو خداوندی منشا کے مطابق خلق خدا کی اصلاح و تنظیم کا ذمہ دار ہو اور جس کے احکام سیاسی خود غرضیوں اور ملوکانہ مطلب برآریوں کے ماتحت نہیں بلکہ فرائض الٰہیہ کے احساس کے ساتھ ہوا و ہوس اور جذبات نفس کی کارفرمائی سے بالاتر ہوں ایسے ہی شخص کو "معصوم" کہتے ہیں۔

طریقۂ انتخاب

یہ بالکل عقل میں آنے کی بات ہے کہ کسی منصب کے اصل ذمہ دار کا تقرر جس کے ہاتھ میں ہو اُسی کے ہاتھ میں اُس کے جانشین اور قائم مقام کا بھی تقرر ہو۔

بندگان خدا کا اپنی کثرت آرا یا اجماع و اتفاق سے انتخاب کا حق جسے جمہوریت کا تقاضا سمجھا جاتا ہے مذہبی حکومت کے باب میں اگر صحیح مانا گیا ہوتا تو رسول کے انتخاب کا حق امت کو ہوتا۔ حالانکہ مسلمانوں میں کوئی بھی جماعت اس کی قائل نہیں ہے، بلکہ

انتخاب صرف اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی صورت سے خلیفہ رسول کا انتخاب بھی اُمت کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ ہی کی طرف سے ہونا صحیح ہے جس کی تبلیغ خلق تک خود رسول خداؐ کی زبان سے ہو گی۔

خلیفہ کی موجودگی کا مقصد خلق کی اصلاح ہے۔ اگر اُس کے تقرر کا اختیار ان کے ہاتھ میں ہوا تو وہ ایسے ہی کو منتخب کریں گے جو زیادہ سے زیادہ اُن کی خواہش کے مطابق ہو۔ اس سے اصلاح کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

پیغمبر اسلامؐ کے اعلانات

بعثت کے بعد جب حکم آیا کہ "اپنے قرابتداروں کو پیغام ہدایت پہنچایئے" رسولؐ نے اس حکم کی تعمیل میں بنی ہاشم کو جمع کیا اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو اُس وقت ارشاد کیا کہ "تم میں سے کون ہے جو اس وقت میری نصرت کا اقرار کرے، وہی میرا وزیر میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو گا" خدا اور رسول کے علم میں سوا علی کے کوئی نہ تھا جو اس وقت اقرار نصرت کرے چنانچہ سب خاموش رہے اور حضرت علی تھے جنھوں نے نصرت کا وعدہ کیا اور رسول نے علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا کہ "بس یہ میرا وزیر میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو گا"

صاف بات ہے کہ اگر خلیفہ کے انتخاب کا تعلق جمہور خلائق سے ہوتا تو رسول خداؐ کو اس وقت اس معاہدہ اور اس اعلان کا موقع ہی نہ تھا۔ خود آپ کا اس بارے میں اعلان کرنا اس کا ثبوت ہے کہ جس طرح آپ کی رسالت اللہ کی طرف سے ہے اسی طرح آپ کے خلیفہ کا تقرر بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کا اعلان رسول کے فرائض منصبی میں سے ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً مختلف الفاظ میں آپ اس کا اظہار فرماتے رہے اور پھر آخر میں جب زندگی کا آخری حج بجا لائے تو مقام غدیر خم میں خالق کے حکم تاکیدی کی تعمیل میں مسلمانوں کے مجمع عام میں ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی ہدایت و اصلاح میں اپنے خدمات کو بیان کرنے کے

ساتھ مسلمانوں کو اپنی وفات کے قریب ہونے سے آگاہ کرتے ہوئے اُن سے اقرار لیا کہ کیا میرا اختیار تم پر خود تم سے زیادہ نہیں ہے؟ اس اقرار لینے کا مطلب یہ ہوا کہ میرے مقابلہ میں تمھارا حق خود اختیاری کوئی چیز نہیں ہے۔ سب مسلمانوں نے اقرار کیا کہ بے شک ایسا ہی ہے جب یہ اقرار لیا جا چکا تو آپ نے حضرت علی بن ابیطالبؑ کو مسلمانوں کی نظروں کے سامنے اونچا کیا اور فرمایا کہ "جس کا میں حاکم ہوں، اُس کے یہ علی حاکم ہوں گے" اس اعلان کے بعد بہت سے لوگوں نے علی بن ابیطالب کو مبارکباد دی اور بحکم رسول "امیر المومنین" کہہ کر سلام کیا۔

یہ سب مراحل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے تقریباً ڈھائی مہینے پہلے طے فرما دیے اور اس اعلان کے بعد رسول مدینہ تشریف لائے، کچھ دن کے بعد علیل ہو گئے۔ وہ بیماری جس میں دنیا سے رحلت فرمائی۔

مذکورہ اعلانات کے ساتھ ساتھ جن کے ذریعہ سے آپ نے اپنے پہلے جانشین کا اعلان فرمایا دوسری حدیثوں میں آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ میرے بعد بارہ۱۲ خلیفہ ہوں گے۔ ان بارہ۱۲ کے نام بعض مخصوص صحابہ سے خود آپ نے بھی بتائے اور ان میں سے ہر ایک امام بھی اپنے بعد کے امام کا نام صراحت کے ساتھ بتاتا رہا۔ اس طرح رسول کے بعد اس الٰہی حکومت کے حکمران معین ہوتے رہے جس کا سنگ بنیاد پیغمبر اسلامؐ کے ذریعہ سے رکھا گیا تھا۔

دُنیوی خلفاء

حضرت رسولِ خداؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں نے سیاسی رجحانات کی رو میں حکومت الٰہیہ کے نظام کے برخلاف بطور خود اپنے حکمران منتخب کیے۔ چونکہ یہ کارروائی آئین اسلام کے خلاف تھی اس لیے پیغمبر کے اہل بیت اور متعدد وفادار صحابہ نے ان خلفاء کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اور حقیقی اسلام کے پیروؤں نے آج تک اُن حکومتوں کو تسلیم نہیں کیا۔

بارہ۱۲ امام

ذیل میں رسول کے سچے خلفاءؑ کے اسماء مع مختصر حالات ترتیب کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں۔

پہلے امام

نام ونسب علی (علیہ السلام) نام۔ والد ابوطالب اور والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ ابوطالب کے والد عبدالمطلب تھے جو رسول اللہ کے دادا ہیں اس طرح حضرت علیؑ رسول اللہ کے سگے چچا کے بیٹے تھے۔

ولادت آپ ۳۰ عام الفیل یعنی رسول اللہ کی پیدائش سے تیس برس بعد اور ہجرت سے تیئیس (۲۳) برس پہلے خانۂ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ یہ خصوصیت وہ تھی جو آپ کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی۔

تربیت حضرت علیؑ بچپن سے رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ اس لیے کہ آپ کے والد ابوطالب ہی رسول اللہؐ کے کفیل تھے اور سات برس کی عمر سے تو رسول نے اپنے چچا سے مانگ کر اس فرزند کو بالکل اپنی پرورش میں لے لیا۔ اس کے بعد جوانی کی آخری منزل تک اور پیغمبر خداؐ کے آخری نفس بلکہ قبر میں سپرد کرنے تک آپ رسول کے ساتھ رہے۔

اشاعت اسلام جب حضرت رسول کے پاس اللہ کا پہلا پیغام پہنچا تو حضرت خدیجہ کے علاوہ سب سے پہلے حضرت علیؑ نے آپ کی تصدیق کی۔ قرابتداروں کو دعوت نصرت دیے جانے کے موقع پر تنہا آپ تھے جنھوں نے نصرت وامداد کا وعدہ کیا۔ جب رسول اللہؐ نے ہجرت فرمائی تو حکم خدا سے علی بن ابیطالب کو اپنی جگہ پر چھوڑا۔ علیؑ کھنچی ہوئی تلواروں کے اندر رات بھر رسول کے بستر پر اطمینان کے ساتھ آرام کرتے رہے۔ مدینہ میں آکر جب مشرکین وکفار سے جہاد کا سلسلہ شروع ہوا تو بڑی بڑی خطرناک لڑائیوں میں علیؑ کی تلوار نے دشمنوں کو شکست دی۔

اشاعت اسلام میں شروع سے آخر تک علیؑ رسول اللہ کے دست وبازو بنے رہے اور بزم ورزم دونوں موقعوں پر اہم خدمتیں انجام دیتے رہے۔

اوصاف وکمالات علم میں حضرت علی بن ابیطالب کا وہ درجہ تھا کہ تمام صحابہ سر تسلیم خم کرتے تھے اور شرعی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اخلاق

وکردار کی بلندی کے دوست و دشمن سب قائل تھے۔

حضرت رسولؐ نے ہمیشہ آپ کے فضائل مسلمانوں کے سامنے بیان کیے اور طرح طرح سے یہ ظاہر کیا کہ ان کا مثل کوئی دوسرا نہیں ہے۔

مظالم پر صبر پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد ایک بڑی سازش کے ماتحت حضرت علی بن ابیطالب کی خلافت کو عام مسلمانوں نے تسلیم نہیں کیا اور آپ سے حکومت کے منصب کو چھین لیا گیا جس پر آپ نے مفاد اسلامی کی خاطر صبر کیا پھر بھی رسول اللہ کی خلافت کی حقیقی ذمہ داریاں آپ ہی سے متعلق تھیں اور آپ مختلف صورتوں سے انھیں پورا کرتے تھے۔ پچیس برس اس طرح خاموشی کے ساتھ آپ نے دین حق کی خدمت انجام دی۔

خلافت ظاہری ۳۵ھ میں جمہور مسلمین نے خلافت کا عہدہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ اس عنوان سے اس عہدہ کے قبول کرنے سے انکار فرما رہے تھے مگر مسلمانوں کے اس عہد کے بعد کہ جس صورت سے آپ حکم دیں گے ہم اُسی طریقہ پر عمل کریں گے۔ آپ نے اس منصب کو قبول کیا۔ لیکن معاندین نے آپ کو چین سے زندگی نہ گذارنے دی۔ جمل، صفین اور نہروان کی لڑائیاں ہوئیں اور آپ کو سخت روحانی تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ پھر بھی آپ نے اس مختصر دورِ حکومت میں مسلمانوں میں اسلامی مساوات، سادگی اور عدالت و انصاف کا سچا نمونہ پیش کیا اور عہد رسول کی یاد تازہ کر دی۔

وفات افسوس کہ صرف پانچ برس حکومت کرنے کے بعد ۱۹ ماہ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمن بن ملجم مرادی ایک خارجی نے مسجد کوفہ میں آپ کے سر مبارک پر تلوار لگائی ۲ دو روز اسی زخم کی تکلیف میں بسر کر کے ۲۱ ماہ رمضان کو ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی نجف اشرف میں آپ کا روضہ زیارت گاہِ خلائق ہے۔

دوسرے امام

نام و نسب حسن (علیہ السلام) نام۔ امیر المومنین حضرت علیؑ باپ، سیدہ عالم فاطمہ زہراؑ ماں، اور رسول اللہؐ نانا تھے۔

ولادت و تربیت ۱۵ رمضان ۳ھ مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ بچپن میں سات برس اپنے نانا رسول اللہ کی آغوش رحمت میں پرورش پائی۔ حضرت کی وفات کے بعد اپنے باپ حضرت علی مرتضیٰؑ کی تربیت میں رہے۔

امامت و خلافت ۴۰ھ میں جب حضرت علیؑ نے وفات پائی تو حضرت امام حسنؑ امام خلق ہوئے اور جمہور مسلمین نے بھی آپ کو خلیفہ تسلیم کیا۔ مگر امیر شام معاویہ نے آپ سے جنگ کرنے کے لیے فوج کشی کی۔ حالات ایسے تھے کہ شدید خوں ریزی کے باوجود فتنہ فرو ہونے کی کوئی اُمید نہ تھی لہذا آپ نے کچھ شرائط پر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی اور ظاہری حکومت سے دست کشی اختیار کر لی مگر منجانب اللہ امامت جو آپ کو حاصل تھی وہ قابل انتقال چیز نہیں ہے آپ خاموشی سے حدود امکان کے اندر اس کے فرائض کو انجام دیتے رہے۔

صلح اور اُس کا انجام مصالحت کے شرائط میں آپ نے پہلی شرط یہ رکھی تھی کہ امیر شام کو کتاب اور سنت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اس اقرار لینے کے بعد آپ کی صلح ایک فاتحانہ شان رکھتی تھی جس پر کسی کو معترض ہونے کا حق نہیں ہے اور آپ کا یہ فعل حکم خدا کے مطابق اور محل و موقع کے لحاظ سے بالکل مناسب تھا مگر امیر شام نے اس صلح کی شرط پر بھی عمل نہیں کیا۔

سیرتِ زندگی حضرت کے کردار میں حلم، بردباری، ضبط و تحمل اور سخاوت و ایثار کا عنصر بہت نمایاں تھا۔ اس کے علاوہ تمام صفات کمال میں اپنے بزرگوں کے آئینہ دار تھے۔

وفات دس برس آپ نے گوشہ نشینی میں گزارے۔ افسوس آپ کی یہ خاموش زندگی بھی دشمنوں کو گوارا نہ ہوئی اور آپ کو زہر دیا گیا جس سے ۲۸ صفر ۵۰ھ کو ۴۷ برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

تیسرے امام

نام و نسب حسین (علیہ السلام) نام۔ حضرت علی بن ابی طالب باپ، سیدہ عالم ماں

رسول اللہؐ نانا اور حضرت امام حسنؑ آپ کے بڑے بھائی تھے۔

ولادت و تربیت ۳ شعبان ۴ھ مدینہ میں پیدا ہوئے اور اپنے بڑے بھائی کے ساتھ چھ برس رسول اللہؐ کی آغوش میں تربیت پائی۔ اس کے بعد حضرت علی بن ابیطالبؑ کے زیر سایہ جوانی کی منزلیں طے کیں اور باپ کے بعد دس برس تک بڑے بھائی کے دست و بازو بنے رہے۔

امامت ۵۰ھ میں حضرت امام حسنؑ کی وفات کے بعد آپ امام خلق ہوئے چونکہ حضرت امام حسنؑ صلح فرما کر ایک مسلک مقرر کر چکے تھے جو مرضی الٰہی کے مطابق تھا اس لیے دس برس تک آپ اپنے بھائی کی طرح خاموشی کے ساتھ زندگی گزارتے رہے اور بد سے بدتر ہوتے ہوئے حالات کا مشاہدہ فرماتے رہے۔

یزید کی خلافت اور طلب بیعت حاکم شام معاویہ سے یہ بہت اہم شرط قرار پائی تھی کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کرنے کا حق نہ ہوگا۔ معاویہ نے سب شرطوں کے ساتھ آخر میں اس شرط کی بھی مخالفت کی اور اپنے بعد کے لیے اپنے بیٹے یزید کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ یہ یزید بدکردار آدمی تھا۔ کھلم کھلا شراب پیتا تھا۔ نماز کو ترک کرتا تھا اور بہت سے شرمناک کاموں کا ارتکاب کرتا تھا۔ امام حسینؑ نے انکار کر دیا کہ میں اس کی بیعت نہیں کروں گا۔ معاویہ نے اس معاملہ میں آپ کے ساتھ زیادہ سختی نہیں کی مگر ۶۰ھ میں معاویہ کا انتقال ہو گیا۔ یزید کو کد ہو گئی کہ کسی طرح حضرت امام حسین سے بیعت لی جائے۔

واقعۂ کربلا اور حضرت کی شہادت یزید نے مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ حسین سے بیعت لی جائے نہیں تو اُن کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجا جائے۔ امام حسینؑ کو بیعت کسی طرح منظور نہ تھی مگر اپنی جان کی حفاظت کی کوشش بھی ضروری تھی۔ آپ نے مدینہ کو چھوڑ کر مکہ معظمہ میں پناہ لی مگر حضرت کو یہاں بھی پناہ نہ ملی۔ کچھ لوگ حاجیوں کے لباس میں بھیجے گئے کہ وہ آپ کو جس طرح ممکن ہو گرفتار کر لیں یا قتل کر ڈالیں۔ کوفہ کے لوگوں کے خطوط آپ کے پاس بہت

آئے ہوئے تھے کہ آپ یہاں تشریف لائیے اور ہماری ہدایت کیجیے. آپ نے اپنے چچا زاد بھائی جناب مسلم بن عقیل کو وہاں کے حالات دیکھنے کے لیے بھیجا بھی تھا. اب آپ بھی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے مگر اتنے عرصہ میں وہاں ابن زیاد کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور ہوا پلٹ گئی تھی. آپ کے سفیر حضرت مسلم بن عقیل شہید کیے گئے جس کی اطلاع آپ کو راستے میں دی گئی. ابن زیاد کی فوج حر بن یزید ریاحی کی قیادت میں آپ کی مزاحمت کے لیے پہنچ گئی اور آپ کو گھیر کر کربلا کی زمین پر پہنچایا.

دوسری محرم کو آپ زمین کربلا پہ پہنچ گئے تیسری محرم سے کوفہ سے لشکر آنے لگا جس کی تعداد چند دن میں کم از کم تیس ہزار تک پہنچ گئی. عمر بن سعد اس فوج کا سر تھا. ساتویں سے پانی بند کر دیا گیا اور دسویں محرم ۶۱ھ کو آپ اپنے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں اور تمام ساتھیوں کے ساتھ دوپہر کی جنگ کے بعد شہید ہوئے. سر آپ کا نوک نیزہ پر بلند کیا گیا. خیموں میں آگ لگا دی گئی اور آپ کے اہل حرم قید کیے گئے. دشمنوں نے آپ کی لاش کو بغیر دفن چھوڑ دیا. تیسرے روز بنی اسد نے دفن کیا. کربلائے معلی میں آپ کا روضۂ مطہر مرجع خلائق ہے.

چوتھے امام

زین العابدین علی بن الحسین (علیہ السلام) آپ حضرت امام حسینؑ کے سب بڑے فرزند تھے. والدہ آپ کی جناب شہربانو شہنشاہ ایران کی بیٹی تھیں. ۱۵ جمادی الثانیہ ۳۸ھ میں ولادت ہوئی. صرف ۲ سال کی عمر تھی جب آپ کے بزرگوار امیر المومنینؑ کی وفات ہو گئی آپ نے اپنے چچا حضرت امام حسنؑ اور والد حضرت امام حسینؑ کے زیر سایہ تربیت پائی.

۶۱ھ میں حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر آپ اس قدر بیمار تھے کہ نشست و برخاست مشکل تھی. اس لیے جہاد کرنے کا حکم آپ کو نہ تھا. آپ بستر بیماری پر غش کے عالم میں رہے اور گھر کے مرد سب شہید ہو گئے. شہادت حسینؑ کے بعد آپ اہل حرم کے

ساتھ قید ہوے اور شہر بشہر پھرائے جانے کے بعد قید خانۂ شام سے رہا ہو کر مدینہ گئے
جہاں آخر عمر تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد زندگی بھر سوائے باپ پر گریہ اور عبادت
الٰہی کے کوئی شغل نہ تھا۔

نمازوں کی کثرت ہی سے "سید الساجدین" لقب
عبادت آپ کی مشہور ہے۔
ہو گیا اس کے ساتھ احکام شریعت اور علوم اہلبیت کی خاموشی کے ساتھ تعلیم بھی دیتے رہے
۲۵ محرم ۹۵ھ کو ۵۷ برس کی عمر میں ولید بن عبد الملک کے دلوائے ہوئے
زہر سے وفات پائی اور اپنے چچا حضرت امام حسن ع کے پاس جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔

پانچویں امام

محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدین ع کے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ امام حسن
کی صاحبزادی تھیں جن کا نام فاطمہ تھا۔ یکم رجب ۵۷ھ کو پیدا ہوے۔ ساڑھے تین
برس کی عمر میں واقعۂ کربلا میں شریک ہوے اور اہل حرم کے ساتھ قید کی تکلیفیں برداشت
کیں۔ اس کے بعد اپنے والد بزرگوار کے سایہ میں پروان چڑھے۔

آپ کو علوم اہلبیت اور شریعت اسلام کی اشاعت کا بہت موقع ملا اور آپ سے
بہت کثرت کے ساتھ لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ کے ایک شاگرد جابر بن یزید جعفی نے
ستر ہزار حدیثیں آپ سے یاد کیں اور اسی طرح ابان بن تغلب۔ ابو حمزہ ثمالی، زرارہ
بن اعین۔ محمد بن مسلم۔ ابو بصیر وغیرہ بڑے پایہ کے علماء تھے جو آپ کے حلقۂ درس
کمال کے درجہ تک پہنچے۔

۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو ستاون ۵۷ برس کے سن میں ہشام بن عبد الملک کی
کے زہر سے آپ کی وفات ہوئی۔ جنۃ البقیع میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔

چھٹے امام

جعفر صادق (علیہ السلام) امام محمد باقر ع کے فرزند تھے۔ ۱۷ ربیع الاول

کو پیدا ہوئے اپنے والد بزرگوار کے بعد علوم اہلبیت کے دریا بہائے۔ آپ کے
شاگردوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی۔ ممالک اسلامی کے لوگ دور دور سے
علم حاصل کرنے آپ سے آتے تھے جن میں دوست اور دشمن کی تفریق نہ تھی۔
۱۵ ارشوال ۱۴۸ھ میں ۶۵ برس کی عمر میں منصور دوانقی کی طرف کے زہر سے
شہید ہوئے اور جنۃ البقیع میں اپنے بزرگوں کے پاس دفن ہوئے۔

ساتویں امام

موسیٰ کاظم (علیہ السلام) امام جعفر صادق ع کے فرزند تھے۔ ۷ رصفر ۱۲۸ھ کو
پیدا ہوئے اور اپنے والد کے بعد فرائض امامت کے ذمہ دار ہوئے۔
عبادت، علم اور سخاوت۔ ہر صفت میں اپنے آبا و اجداد کے نقش قدم
پر اور اپنے زمانہ میں سب سے بہتر تھے۔ تعلیم شریعت میں برابر مصروف رہے۔
ہارون رشید نے آپ کو قید کیا اور زندگی کے آخری چند سال برابر قید تنہائی
میں بسر ہوئے۔ آخر قید خانہ ہی میں پچپن برس کی عمر میں ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو
ہارون رشید کے زہر سے وفات پائی اور بغداد کے نزدیک اُس مقام پر جو آپ ہی
کے نام پر "کاظمین" کہلاتا ہے دفن ہوئے۔

آٹھویں امام

علی رضا (علیہ السلام) امام موسیٰ کاظم ع کے فرزند تھے۔ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۸ھ
کو پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے بعد امام خلق ہوئے۔ آپ کے علم و تقوے
عبادت اور نیز تمام صفات کمال کی وجہ سے تمام مسلمان آپ کی عزت کرتے تھے۔
مامون رشید بادشاہ کو آپ کے اس بڑھتے ہوئے اقتدار سے اندیشہ ہوا اور اُس
نے خیال خود آپ کو قابو میں لانے کے لیے ولی عہدی پر مجبور کیا۔ آپ بہت انکار فرماتے
رہے مگر مامون نے تشدد کا طریقہ اختیار کیا۔ مجبوراً آپ نے منظور فرمایا۔ مگر مامون کا

خیال غلط ثابت ہوا۔ ولی عہد ہونے کے بعد بھی آپ نے اپنے خاندان کی سادہ زندگی
اور اصلی احکام شریعت اور مذہب حق کی تبلیغ کو ترک نہیں کیا۔ اس بنا پر مامون
کو پھر آپ کا وجود ناگوار ہوا اور آخر آپ کو زہر دیا جس سے ۱۷؍ صفر ۲۰۳ھ کو آپ
کی وفات ہوئی۔

نویں امام

محمد تقی (علیہ السلام) امام رضاؑ کے فرزند تھے۔ ۱۰؍ رجب ۱۹۵ھ کو
پیدا ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت صرف آٹھواں برس تھا
مگر تعلیم ربانی کا اثر تھا کہ اسی زمانہ میں آپ کے علم وکمال وعظمت کا سکہ ہر دل پر
بیٹھ گیا۔ اسی عمر میں بغداد کے بڑے بڑے علماء سے مناظرہ کیا اور مامون نے
اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا۔
یہ تدبیر اس لیے کی گئی تھی کہ شاید اس طرح امام محمد تقیؑ صحیح اسلام کی
تبلیغ میں کمی کر دیں مگر یہ ذریعہ بھی ناکام ثابت ہوا۔ آخر معتصم باللہ عباسی کی
طرف سے آپ کو بھی زہر دیا گیا۔ اور صرف ۲۵ برس کی عمر میں ۲۹؍ ذی القعدہ
۲۲۰ھ کو وفات پائی۔

دسویں امام

علی نقی (علیہ السلام) امام محمد تقیؑ کے فرزند تھے۔ ۵؍ رجب ۲۱۴ھ کو
متولد ہوئے اور اپنے والد کے بعد امام خلق ہوئے اور سچے مسلمانوں کو جو
اس گھرانے سے وابستہ تھے شریعت اور احکام دین کی تعلیم دینے میں مصروف
ہو گئے۔
آخر متوکل عباسی نے آپ کو مدینہ میں رہنے نہ دیا اور ۲۴۳ھ میں اپنے
پایۂ تخت سامرا میں بلا کر نظر بند کر دیا گیا۔ ۲۰ برس آپ نے نظر بندی کے عالم

یں بسر کیے اور ۳، رجب ۲۵۴ھ کو چالیس برس کی عمر میں معتز باللہ کے زہر سے وفات پائی۔

گیارھویں امام

حسن عسکری (علیہ السلام) امام علی نقیؑ کے فرزند تھے۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ کو متولد ہوئے اور گیارہ برس کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ سامرے یں آکر نظر بندی کے عالم میں قیام کیا۔ اپنے والد کے بعد امام خلق ہوئے ور خاموشی کے ساتھ عبادت و تعلیم شریعت میں بسر کرتے رہے۔ آخر آپ کو عتمد باللہ عباسی نے زہر دلوایا اور ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو ۲۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔

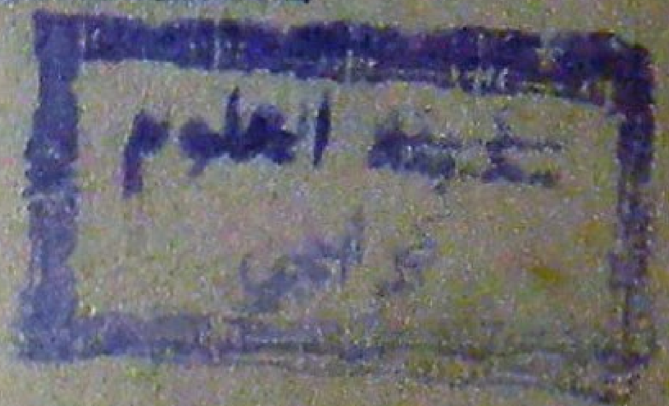
بارھویں امام

حضرت امام مہدی (علیہ السلام و عجل اللہ فرجہ) امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں آپ حضرت حجت، صاحب الامر، امام منتظر، مہدی موعود ور قائم آل محمدؐ وغیرہ القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ اصلی نام آپ کا وہی ہے جو رسول اللہ کا نام ہے مگر یہ آپ کا مخصوص احترام ہے کہ آپ کا نام لینا القاب وجودگی میں متروک قرار دیا گیا ہے۔

۱۵ شعبان ۲۵۶ھ کو سامرا میں متولد ہوئے۔ مصلحت الٰہی یہ تھی کہ آپ کو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ بے شک آپ کے والد بزرگوار کے زمانے میں بہت سے مخصوص اصحاب امام نے آپ کی زیارت کی حدیثوں آپ کی پیدائش کی پیشین گوئی برابر ہوتی رہی تھی اس لیے بادشاہ کی طرف سے آپ کو قتل کرنے کی کوشش تھی مگر اللہ کو ان کی حفاظت آخر زمانہ مقصود تھی۔ ہر چند آپ کے والد کے بعد آپ کی تلاش کی گئی اور تمام کوشش

ناکام ہوئیں۔ بہرحال فرائض امامت کو آپ نے پورا کرنا شروع کر دیا۔ ۳۲۹ھ
تک آپ کی جانب سے ایک مخصوص نائب مقرر رہتا تھا جو شرعی احکام کی اشاعت کرتا
مسائل آپ سے دستخط کرا کے اور جو کچھ شیعوں کے مذہبی ضروریات ہوں انھیں
کرتا تھا۔ اس زمانہ کو "غیبت صغریٰ" کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد سے اللہ
مصلحت کا تقاضا ہوا کہ کوئی مخصوص نائب بھی نہ رہے۔ "یہ غیبت کبریٰ" ہے
"جب مصلحت الٰہی ہوگی پردہ ہٹے گا اور امام ظہور فرمائیں گے"

پبلشر سید ابن حسین نقوی
آنریری سکریٹری امامیہ مشن۔ لکھنؤ



مطبوعہ
سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ